الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ
برے رسم ورواج
فوتگی والے گھر روٹی
بقلم : پیر طریقت محمد رضا قادری
استاذ العلماء مفتی جنید خان
پیشکش
جامعہ نظام مصطفی ﷺ میانوالی

فوتگی کے کھانے کا حکم شرعی

از قلم: پیر طریقت رهبر شریعت استاذ العلماء مفتی حمد جنید رضا خان قادری بانی وصدر مدرس جامعه نظام مصطفی صلی الله علیه وسلم میانوالی رجسٹرڈ

سوال: ہمارے ہاں رواج ہے کہ جب کسی گھر فوتگی ہو جائے تو میت کے اہل خانہ کھانے کا اہتمام کرتے ہیں اور بعد جنازہ یا تدفین باقاعدہ برادری کو دعوت دیجاتی ہے کہ کوئی شخص کھانا کھائے بغیر نہ جائے یا کچھ لوگ بلادعوت ہی میت کے گھر کھانا کھاتے ہیں۔ اور کبھی اہل خانہ کی بجائے انکے رشتہ دار یا برادری والے کھانے کا اہتمام کرتے ہیں تو گزارش ہے کہ اس معاملے پر قرآن وسنت وائمہ دین کے فتاوی کی روشنی میں اسکا تفصیلی حکم شرعی بیان فرما کر عنداللہ ماجور ہو

الجواب بعون الملک الوھاب:

الحمد لله الذی جعل رسولنا قاطع التعسیر و فاتح التیسیر و الصلوة والسلام علی من سنّ الضیافة بغیر الفخر والغرور عند السرور دون الشرور وارسل بالتبشیر والتنذیر وعلی اله واصحابه الذین نوّر واصدورهم بالسراج المنیر وعلی من نشروا فی المسلمین سنن البشیر النذیر

سوال کے اندر بیان کردہ طریقے غیر شرعی ہیں اور شریعت مطہرۃ نے میت کے گھر والوں کو کھانے کی ضیافت تیار کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ اور یہ بدعت شنیعہ ہے یعنی بری بدعت ہے جسکے بارے میں شریعت میں بہت ساری وعید میں آئی ہیں جن میں سے چند وعیدیں ذکر کی جاتی ہے۔

وإياكم ومحدثات الأمور فإنّ كلّ محدثة بدعة، و كل بدعة ضلالة.

سنن ابوداود (4607) ومسند أحمد بن حنبل (17185)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نے کاموں سے بچو! کیونکہ ہر نیا خلاف شریعت) کام بدعت ہے اور ہر بری بدعت گمراہی ہے۔

دوسری حدیث پاک میں ہر بدعت گمراہی ہے کہ وضاحت موجود ہے کہ اس سے مراد شریعت کے مخالف نئے افعال ہیں۔ کیونکہ افعال حسنہ چاہے وہ نئے بھی ہو کر نیکی خود شریعت مطہرۃ نے ترغیب دلائی ہے۔ جس کو مسلم شریف کی حدیث (من سن سنة سیئة ..الحدیث مسلم شریف 1017)) بیان فرماتی ہے۔ اور یہ حدیث پاک بھی فرق واضح کرتی ہے۔

عن عائشةَ – رَضِيَ الله عنها – قَالتْ: قَالَ رسولُ اللهِ صلّى الله عليه وسلّم: »مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوردٌّ.متفق عليه.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو اسکے مخالف ہو تو مردود ہے۔

اعلحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت حامی سنت قابلع بدعت الشاہ امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ شریف میں فرماتے ہیں۔ ملخصا پیش خدمت ہے۔

فقہاء کرام فرماتے ہیں کیونکہ دعوت (ضیافت) کو شریعت نے خوشی کے موقع پر رکھا ہے نہ کہ غمی کے موقع پر رکھا ہے۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی روایت کرتے ہیں

(کنا نعد الاجتماع الی اهل المیت وصنعة الطعام من النیاحة)

ترجمہ:۔ ہم گروہ صحابہ اہل میت کے یہاں جمع ہونے اور انکے کھانا تیار کرانے کو مردے کی نیاحت سے شمار کرتے تھے۔

اور نیاحت کے حرام ہونے کے بارے میں متواتر حدیثیں ہیں۔ اس حدیث پاک کی شرح میں محدثین کرام فرماتے ہیں

ہم اسکو تمام صحابہ کی روایت کے قائم مقام دیکھتے ہیں یا تقریر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اہل میت کے یہاں جمع ہونا اور کھانا تیار کرانے کو نیاحت میں شمار کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر انکار نہیں فرمایا۔ اگر اسکو نیاحت سمجھنا درست نہ ہوتا تو ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر انکار فرماتے۔ اور اس لحاظ سے یہ حدیث مرفوع ہو جائیگی۔ ان دونوں معنی کے لحاظ سے یہ حدیث حجت (دلیل ممانعت) ہے۔

۲۔ دوسری وجہ: اور دوسرا میت کے گھر والوں کا کھانا تیار کروانا حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو میت کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا کہ وہ حالت غم میں کھانا پینا تیار نہیں کر سکتے جیسا کہ آگے حدیث مبارکہ پیش کی جائیگی اور یہاں لوگوں کا میت والوں کے گھر میں جمع ہونا یہاںتک وہ ان کے لئے کھانا تیار کریں تو حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا الٹ ہو جائیگا۔ اور کئی فقہاء کرام نے بھی ذکر کیا کہ اہل میت کا دعوت کرنا غیر معقول فعل ہے کیونکہ دعوت خوشی کے موقع پر کی جاتی ہے نہ کہ غم میں۔ چند فقہاء کرام کی کتب کے

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

یکره اتخاذ الضیافة من الطعام من اهل المیت لا نه شرع فی السرور لافی الشرور وهی بدعة مستقبحة ...فتح القدیر فصل فی الدفن مکتبه نوریه رضویه سکھر

اہل میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت (دعوت تیار کرنی منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں۔ اور یہ بدعت شنیعہ ہے۔ (2) اسی طرح علامہ حسن شرنبلالی نے مراقی الفلاح میں فرمایا:

یکره الضیافة من اهل المیت لانها شرعت فی السرور لا فی شرور وهی بدعة مستقبحة ..مراقی الفلاح فصل فی حملها ودفنها

میت والوں کی جانب سے ضیافت منع ہے اس لیے کہ اسے شریعت نے خوشی میں رکھا ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بری بدعت ہے۔

۳) فتاوی خلاصہ، فتاوی سراجیہ، فتاوی ظہیریہ وفتاوی تاتارخانیہ اور ظہیریہ سے خزانۃ المتین وکتاب الکراہیت اور تاتارخامیہ سے فتاوی ہندیہ میں تقریباً ملتے جلتے الفاظ میں۔ فتاوی امام قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے:

یکرہ اتخاذ الضیافة فی ایام المصیبة لانها ایام تاسف فلا یلیق بها ما یکون للسرور ...فتاوی قاضی خاں کتاب الکراهیة

ضیافت ممنوع ہے کہ یہ افسوس کے دن ہیں تو جو خوشی میں ہوتا ہے ان کے لائق نہیں۔

5) علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں:

اطال ذلک فی المعراج وقال وهذه الافعال کلها للسمعة والریاء فیتحرز عنها ...ردالمحتار باب صلوة الجنائز مطلب فی کراهیة الضیافة

یعنی معراج الدرایہ شرح ہدایہ نے اس مسئلہ میں بہت طویل کلام کیا اور فرمایا: یہ سب ناموری اور دکھاوے کے کام ہیں ان سے احتراز کیا جائے

6) کشف الغطاء فصل نہم تعزیت میں ہے: ضیافت نمودن اہل میت اہل تعزیت راو پختن طعام برائے آنہا مکروہ ست. باتفاق روایات چہ ایشاں رابہ سبب اشتغال بمصیبت استعداد و تہیہ آن دشوار است

تعزیت کرنے والوں کے لیے اہل میت کا ضیافت کرنا اور کھانا پکانا باتفاق روایات مکروہ ہے اس لیے کہ مصیبت میں مشغولی کی وجہ سے اس کا اہتمام ان کے لیے دشوار ہے۔ 2) دوسری وجہ اس دن کے کھانے کے ناجائز ہونیکی یہ ہے کہ عورتیں جمع ہوتی ہیں افعال منکرہ (یعنی وہ کام جو شریعت پسند نہیں کرتی کرتی ہیں، مثلاً چلا کر رونا پیٹنا، بناوٹ سے منہ ڈھانکنا وغیرہ، اور یہ سب نیاحت ہے اور نیاحت حرام ہے، ایسے مجمع کے لیے میت کے عزیزوں اور دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی۔ اللہ تعالی نے فرمایا

وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَان (گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ ت) سورۃ مائدہ آیت ۲۰ تو پھر میت کے گھروالوں کا کھانے کا اہتمام کرنا کہ سرے سے ناجائز ہے، تو اس ناجائز مجمع کے لئے ناجائز تر ہوگا۔ کشف الغطاء فصل نہم تعزیت میں ہے

ساختن طعام در روز ثانی وثالث برائے اهل میت اگر نوحه گران جمع باشند است زیرا که اعانت است ایشان را بر گناه

اگر نوحہ کرنے والیاں جمع ہوں تو اہل میت کے لیے دوسرے تیسرے دن کھانا پکوانا مکروہ ہے کیونکہ اس میں گناہ پر اعانت ہے۔

۳) **تیسری وجہ** اس کھانے کے ناجائز ہونیکی یہ ہے کہ

اکثر لوگوں کو اس بری رسم کے باعث اپنی طاقت سے زیادہ ضیافت کرنی پڑتی ہے، یہاں تک کہ میت والے بیچارے اپنے غم کو بھول کر اس آفت میں مبتلا ہوتے ہیں کہ اس میلے کے لیے کھانا، چائے بسکٹ کہاں سے لائیں اور بار ہا ضرورت قرض لینے کی پڑتی ہے۔ ایسا تکلف شریعت مطہرہ کو کسی امر مباح (جائز کام) کے لیے بھی بالکل پسند نہیں، تو ایک ناجائز وممنوع، خلاف شرع رسم کے لئے کیسے پسند ہوگا۔ پھر اس کے باعث جو پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں وہ واضح ہیں۔ پھر اگر قرض سودی ملا تو حرام خالص ہوگیا، اور معاذ اللہ لعنت الہی سے پورا حصہ ملے کہ بے ضرورت شرعیہ سود دینا بھی سود لینے کے باعث لعنت ہے، جیسا کہ صحیح حدیث میں فرمایا۔

غرض اس رسم کی شناعت (برا ہونے) اور ممانعت میں شک نہیں، اللہ عزوجل مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ قطعاً ایسی رسوم شنیعہ جن سے ان کے دین ودنیا کا ضرر (نقصان) ہے ترک کردیں، اور لوگوں کے فضول طعنوں اور برا بھلا کہنے کی طرف بالکل دھیان نہ دیں۔

تنبیہ: میت کے رشتہ دار، برادری یا ہمسایوں کے لئے صرف ایک دن یعنی پہلے ہی روز مسنون ہے کہ اہل میت کے لیے اتنا کھانا پکوا کر بھیجیں جسے وہ دووقت کھاسکیں اور اصرار (منت) کر کے انھیں کھلائیں، مگر یہ کھانا صرف اتنا ہو جتنا میت کے گھر والوں کو پورا ہو جائے۔ اس میلے کے لیے بھیجنے کا ہرگز حکم نہیں اور میت کے گھر والوں کے لئے بھی فقط پہلے دن کھانا بھیجنے کا حکم ہے۔ اسکے بعد میت کے گھر والوں کے لئے بھی بھیجنے کا حکم نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک سے واضح ہے جب رسول اللہ کے چازاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے تو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا((اصنعوا لآل جعفر طعاماً، فقد أتاهم أمر يشغلُهُم)) **ابوداؤد 3132 کتاب الجنائز باب صنعة الطعام لاهل المیت** جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا بناؤ کیونکہ ان کو ایسا معاملہ پہنچا ہے جو ان کو اپنے لئے کھانا پکانے سے مانع ہوگا۔

کشف الغطاء میں ہے:

مستحب است خویشاں وهمسایهائے میت راکه اطعام کنند طعام را برائے اهل وے که سیر کند ایشان را یك شبانه روز والحاح کنند تابخورند و در خوردن غیر اهل میت ایں طعام را مشهور آنست که مکروه است

میت کے عزیزوں، ہمسایوں کے لیے مستحب ہے کہ اہل میت کے لیے اتنا کھانا پکوائیں جسے ایک دن رات وہ سیر ہو کر کھاسکیں، اور اصرار کر کے کھلائیں، غیر اہل میت (میت کے گھر والوں کے علاوہ) کے لیے یہ کھانا قول مشہور کی بنیاد پر مکروہ ہے اھ ملخصا!

عالمگیری میں ہے(**حمل الطعام الی صاحب المصیبة والاکل معهم فی الیوم الأول جائز لشغلهم بالجهاز وبعده یکره کذافی التتار خانیة**)) اہل میت کے یہاں پہلے دن کھانا لے جانا اور ان کے ساتھ کھانا جائز ہے کیونکہ وہ جنازے میں مشغول رہتے ہیں اور اس کے بعد مکروہ ہے۔ ایسا ہی تارخانیہ میں ہے:

فتاوی ہندیۃ الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات نورانی کتب خانہ پشاور

اهم وضروری بات

اگر کوئی میت کے گھر والوں سے یا برادری سے فوتگی والے دن کھانا ایصال ثواب کی نیت سے پکائے تو اسمیں مضائقہ نہیں۔کوشش کرے کہ اسکو فقراء ومساکین کو کھلایا جائے لیکن عرف ورواج اسکے برعکس ہے کہ ہمارے ہاں فوتگی والے دن کھانا بہت مہمان نوازی ودعوت کے طور پر تیار کیا جاتا ہے بلکہ اکثر جگہ ریا کاری (دکھاوا) وتفاخر (بڑا ابننا، ناموری، شہرت) بھی شامل ہوتا ہے، اکثر لوگ کہتے ہیں کہ کھانا نہ پکایا تو لوگ کیا کہیں گے یا اپنے آپ کو بڑا دکھانے کے لئے بڑا اہتمام کرتے ہیں۔لہذا اگر ریاء کاری وتفاخر شامل ہوجائے تو پھر اس دعوت کے ممنوع ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہیگا کیونکہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں((إنّ النّبیَّ صلّی اللهُ علیهِ وسلّمَ، نَهَی عن طعام المتبَارِیَین، أنْ یُؤکَلَ))

أخرجه أبو داود (3754)، والحاكم (7170)، البیهقی (14993)

جو کھانے ریاء وتفاخر کے لئے پکائے جاتے ہیں ان کے کھانے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔اسے امام ابوداود اور امام حاکم نے بسند صحیح بیان کیا ہے۔

مگر بغیر کسی واضح دلیل سے کسی مسلمان پر بدگمانی جائز نہیں کہ اسنے یہ کھانا دکھاوے وناموری کے لئے کیا ہے۔دل کا حال اللہ تعالی جانتا ہے اور مسلمان پر بدگمانی حرام ہے۔ہم نے جو اوپر بات بیان کی وہ عرف ورواج کے لحاظ سے ہے اگر کوئی نیت خالص سے بطور ایصال ثواب کرتا ہے تو اپنے مسلمان بھائی کے بارے میں حسن ظن رکھیں گے۔سوم وقل وجمعرات کا کھانا اسی طرح سوم (قل شریف) کا حلوہ یا چائے بسکٹ وچہلم وجمعرات وبرسی کا کھانا بھی بنیت ایصال ثواب کیا جائے تو اسمیں کوئی حرج ومضائقہ نہیں بالکہ موجب اجر وثواب ہے۔اور عرف ورواج میں چہلم وبرسی کا کھانا عموما ایصال ثواب کے لیئے ہوتا ہے تو اسمیں سے اغنیاء (مالدار) وفقراء ومساکین سب کھاسکتے ہیں۔کیونکہ صدقہ اغنیاء پر بھی ہو تو باعث ثواب ہے۔رسول اللہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے

(فی کُلِّ کَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ) رواه البخاری والمسلم .متفق علیه.ترجمه. ہر تر جگر میں ثواب ہے۔یعنی زندہ کو کھانا کھلائے گا، پانی پلائے گا ثواب ملیگا۔

دوسری حدیث پاک میں سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

ما اطعمت نفسک فهو لک صدقة و ما اطعمت ولدک فهو لک صدقة و ما اطعمت زوجک فهو لک صدقة وما اطعمت خادمک فهو لک صدقة "

"تیرا اپنے آپ کو کھلانا تیرے لیے صدقہ ہے، تیرا اپنے بیٹے کو کھلانا تیرے لیے صدقہ ہے، تیرا اپنی بیوی کو کھلانا تیرے لیے صدقہ ہے اور تیرا اپنے خادم کو کھلانا تیرے لیے صدقہ ہے۔" اسے امام احمد وامام طبرانی نے معجم الکبیر میں سند صحیح سے حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ہاں البتہ غنی (صاحب استطاعت) کی نسبت فقیر کو صدقہ دینے میں زیادہ اجر ہے۔ردالمختار میں ہے

صرح فی الذخیرة فیها ولو علی الغنی لان المقصود فیها فقیر ۔ترجمہ: ذخیرہ میں صراحت ہے کہ غنی پر صدقہ کرنا بھی ایک طرح کی نیکی ہے جسکا درجہ فقیر پر صدقہ کرنے کی نیکی سے کم ہے۔آدمی جس چیز کا ثواب خود پاتا ہے اسکو میت کو ایصال بھی کرسکتا ہے۔اگر چہ کوئی عبادت ہو یا صدقہ وخیرات ہو۔

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح میں فرماتے ہیں

فقہاء فرماتے ہیں میت والوں سے دعوت لینا ممنوع ہے۔اس مسئلہ کی بہت صورتیں ہیں (1) بعض وارث نابالغ ہو (2) بعض وارث غائب ہو 3) قوم دعوت دینے پر مجبور کرے کہ میت کی روٹی دے 4) اصل میت رواج کے تحت شرم وحیاء سے روٹی دیں۔پہلی دو صورتوں میں دعوت دینا اور دعوت کھانا دونوں حرام ہیں کہ اسمیں یتیم کا مال کھانا ہے اور غائب کا مال اسکی اجازت کے بغیر کھانا ہے۔تیسری چوتھی صورت میں کھانا مکروہ ہے۔اگر یہ چار صورتیں نہ ہو مثلا مہمانوں کے لئے کسی خاص وارث نے یا سارے بالغ وارثوں نے کھانا پکا دیا اتفاقا کسی کو کھلا دیا تو بلا کراہت جائز ہے۔غرضیکہ میت والوں کے ھاں کھانے کی بہت صورتیں ہیں۔بعض حرام ہیں بعض مکروہ بعض مباح (جائز ہیں۔انتھی نوٹ:۔مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کے مطابق اگر کھانا تیار تھا اور کھانے کا وقت تھا اور کھانا بالغ ورثاء نے اپنے مال سے تیار کرایا ہوا اور وہ کھانا مہمانوں کو کھلا دیا گیا ہو تو اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں ہے۔باقی ہم نے اوپر سب تفصیل ذکر دی ہے۔لہذا ان تمام دلائل کی روشنی میں بات واضح ہوگئی کہ فوتگی والے گھر کھانے کا رسما اہتمام شرعا ناجائز ونامناسب ہے۔لہذا لوگوں کی خوشنودی کے لیئے ہمیں اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی مول نہیں لینی چاہیئے اور اس رسم شنیع کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے۔

ھذا ماهو عندی والله عنده حسن الصواب والله ورسوله اعلم عزوجل و صلی الله علیه و آله و اصحابه و ازواجه و اصهاره اجمعین

بقلم:. خادم العلم والعلماء محمدجنیدرضاخان قادری بانی جامعه نظام مصطفیٰ ﷺ میانوالی رجسٹرڈ